مقتبسات

حدیث صحیح ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ اَلَّذِینَ اٰمَنُوا وَلَمْ یَلْبِسُوا اِیمانھم بظلمٍ اولٰئِکَ لھم الاَمْنُ وَھُمْ مُھْتَدُونَ (۶: ۹) یعنی جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی آمیزش کر دی تو انہی لوگوں کے لئے امن ہے اور وہی راہ راست پانے والے ہیں،، تو مسلمانوں کو اس سے بڑی تشویش ہوی اور انہوں نے رسول اللہ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے نفس پر ظلم نہیں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ بات نہیں ہے۔ دراصل وہاں ظلم سے مراد شرک ہے تم نے سنا نہیں کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کیا کہا تھا، یا بُنَیَّ لا تُشْرِکْ باللہ ان الشرکَ لَظُلْمٌ عظیم (۳:۳۱) ۔ بیٹا کسی کو خدا کے ساتھ شریک نہ کرنا کیونکہ شرک بہت ہی بڑا ظلم ہے، (رواہ الترمذی)

مسروق بن الاجدع روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ کے پاس تکیہ سے لگا بیٹھا تھا آپ نے فرمایا کہ اے ابوعائشہ (یہ مسروق کی کنیت تھی) تین باتیں ایسی ہیں کہ اگر کوئی ان میں سے ایک کا بھی قائل ہو تو اس نے اللہ پر بہت بڑا بہتان باندھا۔

ایک یہ کہ کوئی گمان کرے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ ایسا گمان کرنے والا خدا پر افترا باندھنے والا ہے، کیونکہ خدا قرآن میں خود فرماتا ہے لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر (۶: ۱۰۳) ۔ نگاہیں اس کو نہیں پا سکتیں اور وہ نگاہوں کو پا لیتا ہے۔ وہ بڑا باریک بین، درباخبر ہے" اور وما کان لبشرٍ ان یُکَلِّمَہُ اللہ اِلا وَحْیًا او من وراءِ

حجاب (۴۲ : ۵) "کسی بشر میں یہ تاب نہیں کہ خدا اس سے کلام کرے بجز اس کے کہ یہ کلام وحی کے طور پر ہو یا پردے کے پیچھے سے"۔ یہ سن کر میں تکیے سے ہٹ کر سیدھا ہو بیٹھا۔ اور میں نے کہا کہ اے ام المومنین جلدی نہ کیجئے۔ ذرا مجھ کو بھی کہنے کا موقع دیجئے۔ کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا ہے کہ ولقد راٰہ نزلۃً اخریٰ (۵۳ : ۱) "اور درحقیقت وہ اس کو ایک اور دفعہ بھی دیکھ چکا ہے" اور "ولقد راٰہ بالافق المبین (۸۱)۔ "اور بیشک اس نے آسمان کے مطلع صاف میں اس کو دیکھا ہے" اس پر حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ سب سے پہلے میں نے ہی ان آیتوں کا مطلب رسول اللہ صلعم سے پوچھا تھا۔ آپ نے فرمایا اس سے مراد جبرئیل ہیں۔ ان کو میں نے ان کی اصلی صورت میں جس میں کہ اللہ نے انھیں پیدا کیا ہے صرف انہی دو موقعوں پر دیکھا ہے۔ میں نے ان کو آسمان سے اترتے دیکھا۔ ان کی بناوٹ کا بڑا حصہ آسمان اور زمین کے درمیان کی فضا پر چھا گیا تھا،

دوسرے یہ کہ کوئی گمان کرے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان باتوں میں سے کسی چیز کو چھپایا جو ان پر اللہ نے نازل فرمائی تھیں۔ ایسا کہنے والا اللہ پر افترا باندھنے والا ہے۔ اللہ تو فرماتا ہے کہ یا ایھا الرسول بلّغ ما انزل الیک من ربک (۵ : ۱۰) "اے رسول تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے جو کچھ نازل کیا گیا ہے اس کو پہنچا دو"۔

تیسرے یہ کہ کوئی گمان کرے کہ رسول اللہ یہ جانتے تھے کہ کل کیا ہونے والا ہے۔ ایسا گمان کرنے والا بھی خدا پر بڑا افترا باندھنے والا ہے۔ خدا تو فرماتا ہے۔ لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ (۲۷ : ۵) جتنی مخلوقات زمین و آسمان میں ہیں، ان میں سے کوئی بھی غیب کا علم نہیں رکھتا۔ یہ علم صرف اللہ کو ہے۔ (رواہ ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں تنگ دستی کی مصیبت میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ اس پر آپ نے اپنی ازواج

مطہرات کے پاس آدمی بھیجا، مگر ان کے پاس کچھ نہ ملا پھر آپ نے فرمایا کہ کیا کوئی ایسا نہیں ہے جو آج رات اس کی ضیافت کرے اللہ اس پر رحمت نازل فرمائے گا۔ یہ سن کر انصار میں سے ایک شخص اٹھا اور اس نے عرض کیا کہ "یا رسول اللہ میں اس خدمت کے لئے حاضر ہوں" پھر وہ اپنے گھر گیا اور اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مہمان ہے۔ تو کوئی چیز بچا کر نہ رکھ" اس نے کہا خدا کی قسم میرے پاس بچوں کی خوراک کے سوا کچھ نہیں ہے" انصاری نے جواب دیا کہ" اگر بچے رات کو کچھ کھانا چاہیں تو ان کو بہلا کر سلا دینا اور اٹھ کر چراغ بجھا دے ہم آج رات کو بھوکے سو جائیں گے" چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ دوسرے دن صبح کو وہ انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کو فلاں مرد اور فلاں عورت کی بات بہت پسند آئی پھر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (۵۹: ۱) وہ خود اپنے نفس پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، خواہ وہ خود تنگی میں ہوں۔ اور جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے بچا لیا جائے تو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ (رواہ البخاری)۔

حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک تجارتی قافلہ جمعہ کے دن آیا ہم سب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں تھے ایک دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت خطبہ دے رہے تھے قافلہ کی خبر سنتے ہی ۱۲ آدمیوں کے سوا سب لوگ اٹھ کر چلے گئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ۚ قُلْ مَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۚ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ (۶۲: ۲) اور جب انھوں نے تجارت یا کھیل تماشا دیکھا تو جھٹ کر ادھر چلے گئے اور تجھ کو کھڑا چھوڑ دیا۔ ان سے کہہ دے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ کھیل تماشے سے بہتر ہے اور اللہ بہتر روزی دینے والا ہے۔ (رواہ البخاری)۔

علقمہ کی روایت ہی کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ "اللہ کی لعنت ہو گودنا گودنے والیوں اور گدوانے والیوں پر اور چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں پر اور حسن کی خاطر دانتوں میں چھینی نکلوانے والیوں پر، اور ان پر جو اللہ کی بنائی ہوی صورت کو بدلیں"، یہ بات بنی اسد میں سے ایک عورت نے سنی جس کا نام ام یعقوب تھا۔ وہ حضرت عبداللہ کے پاس آئی اور بولی کہ "میں نے سنا ہے آپنے ایسا اور ایسا کرنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے" حضرت عبداللہ نے کہا کہ "میں کیوں نہ اس پر لعنت بھیجوں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی ہے، اور جس کو کتاب اللہ میں لیا گیا ہے"۔ اس نے کہا کہ "دونوں تختیوں کے درمیان جو کچھ ہے (یعنی قرآن) اس کو تو میں نے پڑھا ہی مگر اس میں مجھے وہ چیز نہیں ملی جو آپ کہتے ہیں" حضرت عبداللہ نے جواب دیا کہ "اگر تو نے اس کو پڑھا ہوتا تو یہ بات تجھے مل جاتی کیا تو نے یہ نہیں پڑھا کہ وَمَا اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (۵۹: ۱) جو کچھ رسول تمہیں دے اسے لے لو اور جس سے وہ تمہیں منع کرے اس سے باز آجاؤ؟ اس نے کہا ہاں۔ حضرت عبداللہ نے کہا "تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے"۔ اس نے کہا "میں تو دیکھتی ہوں کہ آپ کے گھر کے لوگ ایسا کرتے ہیں، حضرت عبداللہ نے کہا تو جا کر دیکھ لے۔ چنانچہ وہ گھر میں گئی اور دیکھا۔ مگر اسے کوئی بات اپنے مطلب کی نہ ملی تب حضرت عبداللہ نے کہا کہ اگر میری بیوی ایسا کرتی تو میں کبھی اس سے نہ ملتا، (رواہ البخاری)۔